

کا انداز بہت پیارا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے ہمارا دل لبھا لیا اور ہم فقیر بن گئے۔
شعر میں تماشا "بہ معنی" سیر ہے۔

۱۔ لغات۔ التہاب:

اشتعال۔ شعلوں کا بھڑک اٹھنا۔

تشریح: مجھے دوزخ میں

ڈال دیا گیا، جہاں ہر طرف آگ

بھڑک رہی ہے اور انگارے

دبک رہے ہیں۔ یہ اشتعال

میرے محبوب کی طبیعت و عادت

سے ملتا جلتا ہے۔ اس لیے

مجھے جتنا عذاب ہوتا ہے، اتنی

ہی راحت نصیب ہوتی ہے

کیونکہ میں اپنے آگ بھجھو کا محبوب

کے غیظ و غضب کا عادی پیدا

آتا ہوں۔ اگر اس عذاب میں

راحت نہ ملے تو سمجھ لینا چاہیے

کہ میرا ایمان جاتا رہا اور میں

کافر ہو گیا۔

۲۔ تشریح: میں کیا بتاؤں

کہ اس جہانِ خراب میں کب سے

مقیم ہوں؟ اگر سحر کی راتوں

کو بھی حساب میں شامل کر لوں۔

ملتی ہے خوے یار سے نار، التہاب میں

کافر ہوں، گرنہ ملتی ہو راحت عذاب میں

کب سے ہوں؟ کیا بتاؤں؟ جہانِ خراب میں

شب ہائے سحر کو بھی رکھوں گہ حساب میں

تا پھر نہ انتظار میں نمیند آئے عمر بھر

آنے کا عہد کر گئے، آئے جو خواب میں

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں

میں جانتا ہوں، جو وہ لکھیں گے جواب میں

مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دورِ جام

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

جو منکر و وفا ہو، فریب اس پہ کیا چلے

کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں

میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے

ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں